بزم محمود میں بیتے چند لمحات !

مفتی محمود اشرف عثمانی علمی دنیا کاایک روشن باب ہے۔آپ کی نسبت اس علمی خانوادے سے ہے جس کا دیوبنداور قیام پاکستان سے گہرا تعلق رہاہے۔آپ مشہور شاعر حضرت زکی کیفی مرحوم کے صاحبزادے ، مفتی رفیع عثمانی اور مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہما کے بھتیجے اورحضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کے پوتے ہیں۔آپ کی ولادت 1370 ہجری لاہور میں ہوئی۔دس سال کی عمر میں حفظِ قرآن کیا،بیس سال کی عمر میں درس نظامی کی تکمیل جامعہ اشرفیہ لاہور سے کی۔1391 ہجری میں تخصص فی الافتاءدارالعلوم کراچی سے کرنے کے بعد دوسال جامعہ اشرفیہ لاہورمیں تدریس کی ،پھرمزید تعلیم کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے،لیکن اپنے والد مرحوم کے انتقال کے بعد واپس لاہور آگئے۔یہاں جامعہ اشرفیہ میں موقوف علیہ تک کتابیں پڑھانے کے بعد 1410 ہجری میں آپ دارالعلوم کراچی تشریف لے آئے۔ پہلی بیعت اپنے داداحضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ پر کی،پھراجازت وخلافت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ حاجی محمد شریف صاحب سے ملی۔

فقہ الحدیث اورافتاءآپ کا خاص فن ہے۔اصول پسند اور مصلح بزرگوں میں آپ کا شمار ہے۔کیا طلبہ کیا علما، سبھی آپ کی شخصیت کے اسیر ہیں۔آپ عوام و خواص میں موجود کمزوریوں کے بڑے ناقدین میں سے ہیں۔ آپ کے دروسِ قرآن اور خطباتِ جمعہ کابڑا ذخیرہ انٹرنیٹ پر دستیاب ہے۔

حضرت مفتی صاحب سے ہماری یہ پہلی بالمشافہہ ملاقات ہے۔ ملاقات میں آپ کی زبان کی چاشنی اور نپی تلی علمی وفکری گفتگونے تمام شرکائے مجلس کو مسحور کردیاتھا۔ ملاقات میں نور محمد ریسرچ سینٹر(جو حضرت مفتی سعیداحمد صاحب کے زیرسرپرستی بہادرآباد میں واقع تخصص فی الافتاء کا ادارہ ہے)کے انچارج مولانا عثمان نوی والا اور وہاں کے تخصص کے اساتذہ و طلبہ شریک تھے۔ملاقات کا ایجنڈاتھا:"تخصص کے طلبہ کے لیے ہدایات"

جامعۃ السعید،حضرت مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب کا شکرگزار ہے کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت ہم طالب علموں کو عنایت فرمایااورملاقات کی اس تحریری روداد کی بنفس نفیس تصحیح بھی فرمائی۔ ملاقات کی صوتی حفاظت مولوی زبیر سلیم اور مولوی عبدالباسط نے کی،مولوی فاروق نے اسے قلمبند کیااورناچیز محمد انس عبدالرحیم نے اسے مرتب انداز میں کمپوز کیااوراب ماہ نامہ زادالسعید اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔

السلام علیکم!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سوال: حضرت! یہ مفتی کاجومنصب ہے آپ کوملاہے کتنے سالوں میں ملاہے ؟

جواب حضرت مسکرا گئے اور فرمایا: مفتی تو میں ہوں نہیں۔ افتاء سیکھنے آیا ہوں۔ میں نے تخصص فی الافتاء کیا تھا 1971، 1972 میں، اپنے دادا مفتی شفیع صاحب قدس اللہ سرّہ سے۔ اس زمانے میں دارالعلوم میں حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب ؒ بھی موجود ہوتے تھے، پھر میں یہاں سے جامعہ اشرفیہ لاہور واپس چلا گیا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ مفتی جمیل احمد تھانویؒ کے پاس افتاء سیکھتا رہا۔ افتاء کا کام کرنے لگا، کئی سال کرتا رہا، پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا:

"محمود! تم میں ماشاء اللہ! اس کام کی صلاحیت ہے، لیکن میرا مشورہ ہے کہ ابھی تم یہ کام مت کرو، اس سے پہلے تم کتابیں پڑھاؤ! جب موقوف علیہ (درس نظامی کے ساتویں درجے) تک پہنچ جاؤ اس کے بعد پھر یہ کام کرنا۔"

میں نے چھوڑ دیا افتاء کا کام۔ میں نے یکسو ہو کر کتابیں پڑھانی شروع کر دیں۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب قدس اللہ سرّہ کا مجھ پر بہت احسان ہے، انہوں مجھ سے ہر کتاب پڑھوائی: کیا میبذی کیا سلّم کیا مختصر المعانی، کوئی کتاب چھوڑی نہیں، ہر کتاب مجھ سے پڑھوائی، جب موقوف علیہ تک پہنچ گیا تو حضرت مفتی صاحب کے پاس سلام دعا کے لیے جانا ہوتا تھا مجھے ایک دو دفعہ فرمانے لگے:

"ہر شخص کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے لیکن تمہیں دیکھ کر رنج ہوتا ہے۔"

میں نے کہا": حضرت! میں نے کیا قصور کیا ہے جو مجھے دیکھ کر رنج ہوتا ہے۔"

فرمایا:"تم افتاء کا کام کر سکتے ہو، لیکن آتے نہیں ہو۔"

میں نے کہا": حضرت! آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ پڑھاؤ!"

فرمایا": تم موقوف علیہ تک پہنچ گئے ہو آنا شروع کر دو!"

میں نے پھر جانا شروع کر دیا پھر کئی سال تک حضرت والا کے پاس بیٹھنے کا موقع ملا۔ حضرت سے بہت سیکھا۔ پھر حضرت بوڑھے ہو گئے، بیمار رہنے لگے۔ اب مجھے ڈر ہوا کہیں جامعہ اشرفیہ والے مجھے ان کی جگہ پر مفتی بنا کر نہ بٹھا دیں۔ اس سے معاملہ خراب ہو جائے گا۔ یہ منصب بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ میں وہاں سے بھاگا۔ میں نے کہا اب میں جا کے مزید پڑھوں گا اپنے چچاؤں (یعنی مفتی رفیع عثمانی اور مفتی تقی

عثمانی صاحب) سے۔ ویسے بھی جو عصر حاضر کے مسائل ہیں ان میں یہ حضرات ہمارے اکابر ہی مستند ہیں۔خاص کر حضرت مولانامفتی تقی صاحب دامت برکاتہم۔ پھر میں یہاں سیکھنے آگیا۔البتہ جامعہ اشرفیہ کے مہتمم حضرت مولاناعبیداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نےاپنےانتقال تک مجھےمدرسے سے چھٹی پر رکھاہوا تھا۔حضرت مولاناعبیداللہ صاحب فرماتے تھے:

"بھائی! تمہاری چھٹی کب ختم ہورہی ہے ؟کب واپس آرہے ہو؟"

(اس کے بعد حضرت مفتی صاحب فتاوی ملاحظہ کرکےان پر دستخط کرنے لگے۔دستخط کرتے ہوئےحضرت نے ایک دعاپڑھی:اللّٰھم سلمنی وسلم منی پھر فرمایا":حضرت سعیدبن المسیبؒ کے بارے میں لکھاہے کہ کبھی کوئی فتوی دیتے یالکھتے تویہ دعامانگتے تھے:اللّٰھم سلمنی وسلم منی یعنی یااللہ !مجھے بھی بچالے اورمیرے شر سے دوسرے مسلمانوں کو بھی محفوظ رکھیے !یہ حلال ہے یہ حرام ہے یہ جائز ہے، یہ ناجائز ہے۔یہ بڑی ذمہ داری والاکام ہے ۔سوال پوچھنے والا توعمل کرے گااورساری ذمہ داری مفتی پرآگئی کہ وہ اس کو حلال کھلارہاہے یاحرام ۔

سوال:موجودہ دورمیں علماومفتیان کوکیاکرناچاہیے ؟

جواب:بس اللہ تعالیٰ سے ڈرناچاہیے۔ یہ دین کے مسئلے ہیں ہی ایسے۔اگر مسئلہ نہیں آتا توگھبرانامت !ہاتھ جوڑ کرمعذرت کرلینا کہ بھئی!ہمیں نہیں آتا۔حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ کامقولہ لکھاہے جوسنن دارمی میں بھی ہے کہ " جوآدمی ہرسوال کاجواب دے وہ مجنون ہے ۔"

سوال:حضرت !مجھے یادپڑتاہے ماہ نامہ" البلاغ" میں" لاادری "سے متعلق بہت اچھا مضمون آپ نے لکھا تھا۔ امام مالکؒ کے متعلق اقوال نقل کیےتھے۔

جواب:میں نےایک چھوٹی سی کتاب لکھی ہے" :ائمہ اربعہ کے دربار میں" اس میں، میں نے ائمہ اربعہ کے ملفوظات جمع کیے ہیں۔میں نے سوچابزرگوں کے ملفوظات جمع کرتے ہیں ۔اصل بزرگ تو ائمہ اربعہ ہیں تواس کتاب میں امام ابوحنیفہؒ،امام مالکؒ، امام شافعیؒ اورامام احمدؒ کے اقوال ہیں ۔اس میں ذکر ہے کہ امام مالکؒ کے ہاں لاادری بہت ملتا ہے۔سوانح میں لکھاہے کہ انہوں نے 36سوالوں میں سے تین کاجواب دیا،باقی میں " لاادری "کہا۔ایک شخص مراکش سے آیاتھا۔اس نے کہا:مالک !آپ کیا کہہ رہے ہیں؟مجھے

مراکش کے لوگوں نے بھیجاہے۔ میں وہاں جاکر کیاجواب دوں گا؟امام مالک نے فرمایا”:تم وہاں جاکر ان سے کہنا کہ مالک کہتاہے“: لاادری۔”یعنی مجھے معلوم نہیں۔ ہرچیز جاننایہ کوئی کمال نہیں ہے ۔

سوال :لیکن آج کل لوگوں کا مزاج ایسا بن چکا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ مسئلہ ہمیں نہیں معلوم تومزید بدظن ہوجاتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ کیسا عالم ہے؟ اس کوتوکچھ آتاہی نہیں ۔کیا کرتے رہے اتنے سال؟

جواب:ہمیں تواپنی آخرت بچانی ہے ۔دنیاوی علوم میں لوگ یہ بات سمجھتے ہیں۔ایک گُردے کاڈاکٹر ہوگاتواس سے گردے کا ہی پوچھیں گے، دل کانہیں ۔دل کا ڈاکٹر ہوگا تو اس سے دماغ کا نہیں پوچھیں گے،لیکن مولوی کو ہرچیز جاننے والا سمجھتے ہیں اور بعض اوقات خود مولوی بھی یہ سمجھتا ہے کہ مجھے ہر چیز آنی چاہیے جو کہ غلط ہے۔ بہت بڑی بڑی غلطیاں عام ہیں۔ ہاں!جب دل کواطمینان ہوکہ یہ مسئلہ اسی طرح صحیح ہے،سوفیصداطمینان ہویاکم ازکم نوے فیصداورنوے فیصد بھی مشکل ہے، ننانوے فی صدہی اطمینان ہوناچاہیے پھرآدمی کومسئلہ بتاناچاہیے،ورنہ کسی بڑے کے پاس بھیج دیناچاہیے کہ مجھے معلوم نہیں ہے،فلاں مفتی صاحب سے پوچھ لیں۔میرا موبائل نمبر بہت پرانا ہے۔بہت لوگوں کے فون آتے رہتے ہیں۔اگر یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے تو مسئلہ بتادیتا ہوں، ورنہ کہہ دیتا ہوں کہ لکھ کر بھیجو !دارالافتاء کا نمبر اور ایڈریس بھیج دیتا ہوں۔

سوال :مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب میں نے پہلی بار آپ کو کال کی تھی مسئلہ پوچھنے کے لیے تو آپ نے بہت پیاری بات ارشاد فرمائی تھی ”:بھئی !آتا ہوگا تو بتادیں گے۔“

جواب :حضرت اس پر مسکرادیے ۔

سوال :حضرت! یہ جوجدید مسائل ہیں اس میں آسانی کاراستہ اختیار کیا جائے گا؟

جواب:یہ ایک مشکل قانون ہے ۔جدید مسائل میں تساہل اور تشدّد کے درمیان راستہ اختیار کرناپڑتاہے۔ اس کے لیے سالہاسال کی ریاضت درکارہے۔حضرت مولاناادریس کاندھلویؒ کامقولہ ہے،مجھے خود فرمایا:

" جب تک کسی عالم کوپڑھاتے ہوئے30سال نہ ہوجائیں اورکسی مفتی کوفتوی دیتے ہوئے 20سال نہ ہوجائیں آپ اس کی بات پراعتماد نہیں کرسکتے ؛کیونکہ اس سے پہلے اس کو مکمل اندازہ نہیں ہوتاکہ قرآن وحدیث میں کہاں کہاں کیاباتیں آئی ہیں۔"

سوال :یہ حیض ونفاس کے مسائل پر ساتھی نے ایک ڈائری بنائی ہے۔(''مستورات ڈائری ''مرتبہ : محمدانس عبدالرحیم حضرت کے حوالے کی گئی۔)

جواب:ماشاء اللہ!اس میں یہ حیض و نفاس کے مسائل ہیں۔[حضرت مفتی صاحب نے اس موقع پرمولانا عثمان میمن صاحب سے خصوصی مخاطب ہوکر فرمایا]میں نے آپ سےان مسائل کے حوالے سے ایک بات عرض کی تھی کہ بھائی !ان مسائل میں کچھ اجتہاد کرو۔[مولانا عثمان میمن صاحب دامت برکاتہم نے اس موضوع پر بہت پہلے سے ایک کتاب" ہدیہ خواتین " لکھ رکھی ہے، جس پر مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب کی تقریظ وتصدیق بھی ہے۔]ہمارے حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بینک کے معاملات اور فقہ المالیات میں بڑا ہی اجتہادی کام کیا ہے۔ مخلوق خدا اور مسلمانوں کے لیے راستہ نکالا ہے۔ اسی طرح کے اجتہاد کی ضرورت ہے حیض و نفاس کے معاملے میں۔ مسائل حیض میں ہم جب بعض اوقات فتوی دیتے ہیں تو وہ اتنا پیچیدہ ہوتا ہے کہ ہمارے طالب علموں کو بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ خود جواب دینے والا ہے وہ بھی بہت سوچ سمجھ کر جواب دیتا ہے۔ بے چاری گھر میں بیٹھی عورتیں وہ ہمارے ان پیچیدہ مسائل کو کیسے سمجھیں گی؟ کیا نبی ﷺ نے دین کو اتنا پیچیدہ بنایا تھا کہ وہ صرف مولویوں کو سمجھ میں آئے، عام مسلمانوں کو سمجھ میں ہی نہ آئے۔

سوال :حضرت! مسائل حیض میں کہاجاتا ہے کہ گھنٹہ منٹ بھی یادرکھے جائیں۔ یہ تو بہت مشکل لگتا ہے۔

جواب :بس دین کو بہت مشکل نہیں بنانا چاہیے۔اس معاملے میں غالب گمان کافی ہے۔حدیث شریف میں آتا ہے" :بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ البیضاء "مجھے ایسا دین دے کر بھیجا گیا ہے جو حنیفیہ ہے آسان ہے سفید ہے ۔اور ایک قول ہے،ہےتو ضعیف قول کہ" علیکم بدین العجائز "یعنی" بوڑھی عورتوں کا دین اختیار کرو۔"جو چترال کی چوٹیوں پر بیٹھی ہوئی ہیں، گاؤں میں بیٹھی ہیں ان کا دین صاف ستھرا ہے جس میں پیچیدگیاں نہیں ہیں وہ دین اختیار کرنا چاہیے۔اس لیے" تفقہ "کے نام پر پیچیدگیاں پیدا کرنا یہ دین کی

سمجھ کے خلاف ہے۔ا اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث کو آسان کیا ہے :یرید ا اللہبکم الیسر۔ ماجاء علیکم فی الدین من حرج۔انہ لقول فصل، وما ھو بالھزل۔ اگر ہم فقہ کے نام پر دین کو پیچیدہ کریں گےتو اس سے رکاوٹیں پیدا ہوں گی۔ دین سے لوگ بھاگیں گے۔ آج کل ماڈرن لوگ بہت پریشان ہیں۔یہ کہتے ہیں کہ" یہ صوفی ٹھیک ہیں۔یہ محبت کی بات کرتے ہیں ، اللہ کے ذکر کی بات کرتے ہیں،یہ ٹھیک ہیں۔ علماء کے پاس جانا بہت خطرناک ہے۔ یہ اتنا پیچیدہ دین بتاتے ہیں کہ وہ آدمی کی سمجھ سے باہر ہوتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ جیسے لوگوں کے پاس جاتے ہیں تو دین بہت مشکل لگتا ہے کیونکہ اس میں پیچیدگیاں ہیں اور وہ ہمیں سادہ طریقے سے دین پر رکھتے تھے آسان دین پر۔ اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ دین کو بہت آسان رکھاجائے اور آسانی قرآن و حدیث کے قریب ہی ہے ۔

ہم جب قرآن و حدیث سے دور رہتے ہیں تو ہمارے اندر گہرائی اورعسر)مشکل پسندی(پیدا ہوتی ہے اورمیں ساتھیوں سے کہتا ہوں ۔فارسی کا ایک شعر ہے کہ" سمندر کے اندر بڑے ہیرے جواہرات ہیں لیکن اگر سلامتی چاہتے ہو تو کنارے پر رہو"! آدمی سمندر کی گہرائی میں جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ آکسیجن ماسک پہنے۔ اپنا رابطہ آسمان اور فضا سے برقرار رکھے؛ کیونکہ اندر کی گہرائی میں جا کے ڈوبنے کے امکانات زیادہ ہیں۔ بالکل اسی طرح آپ تفقہ میں بہت گہرائی میں چلے گئے توخطرہ ہے کہ قرآن و حدیث آپ سے نظر انداز ہوجائیں گے اور ڈر یہ ہے کہ آپ کا قرآن و حدیث سے رابطہ منقطع ہوجائے گا۔عقلیات، جزئیات اور ایسی جزئیات جو پیچیدہ قسم کی ہوں گی اس میں آپ پھنس جائیں گے اور جب پھنس جائیں گے تو جو قرآن و حدیث اصل منبع ہیں اس سے آپ دور ہوجائیں گے۔ اس لیے ایک مفتی کو قرآن و حدیث سے بہت زیادہ وابستہ رہنا چاہیے۔ تلاوت کرنی چاہیے، حدیث کثرت سے پڑھنی چاہیے پھر اس کے ساتھ جو فقہ کی کتابیں ہیں وہ پڑھنی چاہییں اور فقہ سے مسائل نکالتے وقت بھی فتح الملھم، تکمہ فتح الملھم اور تفسیر معارف القرآن کو دیکھاکریں کہ قرآن و حدیث میں کیا آرہا ہے ؟ہمارے اکابر نے کیا ذکر کیا ہے ؟قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابیں ان سب کو ملا کر اگر آپ کوئی مسئلہ لکھنے لگیں گے ، بتائیں گے، سمجھائیں گے تو اس میں قرآن و حدیث کے انوار ہوں گےاور وسعت ہوگی ۔

یہ بات یاد رکھیں کہ قرآن ہی میں سب سے زیادہ وسعت ہے ،اس کے بعد آپ احادیث میں چلے جائیں وہاں بھی وسعت ہے لیکن قرآن میں وسعت زیادہ ہے اور جب آپ فقہ میں جائیں گے تو اس میں تنگی آئے گی۔ آپ کو ان اصول میں توازن رکھنا پڑے گا۔ یہ توازن رکھیں گے تو دین آسان ہے اور دین پر عمل کرنا آسان ہوجائے گا۔

ابھی ایک رسالے میں ایک مضمون دیکھا۔ میرا بڑا دل دُکھا، انہوں نے لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ میں لوگ 164 غلطیاں کرتے ہیں ان میں 100 مکروہ تحریمی ہیں اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور 64 جو ہیں مکروہ تنزیہی ہیں۔اس کے بعد انہوں نے یہ سب غلطیاں پوری تفصیل سے لکھی ہیں۔ اب لوگوں کو سورہ فاتحہ یاد نہیں ہوتی۔ہمارے وزیر قل ھوا للہ آسانی سے پڑھ نہیں پا رہے ،ان کو سورہ فاتحہ کے اندر 164 غلطیاں یاد کروا دیں گے؟لوگ کیسے پڑھیں ؟کون سا عالم ہے جو 164 غلطیاں سورہ فاتحہ کے اندر یاد کرے گا؟ اور پھر یہ کہنا کہ ان میں 100 غلطیوں سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور 64 سے مکروہ ہوتی ہے ،کیا ہے یہ؟ کیا آپ نے کبھی یہ بات سنی ہے کہ قرآن میں آئی ہے، حدیث میں آئی ہے فقہ حنفی میں آئی ہے؟ یا ہمارے اکابر نے کہیں بیان کی ہے؟ یہ نئے مفتی آگئے تو دین کو تنگ کرنے والی بات ہے، دین کو الجھانے والی بات ہے عام مسلمان تو بیچارہ نماز پڑھ لے تو ہی بڑی غنیمت ہے۔

جب ہمارے پاس کوئی فتویٰ آتا ہے تو اگر قراء ت سے متعلق ہوتا ہے تو قراء ت والوں کے پاس بھیج دیتے ہیں اور اگر انگریزی سے متعلق ہوتا ہے تو انگریزی کے ماہرین کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ مختلف ہم نے ماہرین اپنے ہاں رکھے ہوئے ہیں ۔ قاری خلیل الرحمن نے) جوہمارے ہاں ماشاء ا !اللہ بہت عمدہ قاری ہیں (انہوں نے مجھے" جمال القرآن "کا نسخہ لاکر دکھایا، جمال القرآن میں حضرت نے بہت پیاری بات لکھی ہے، حضرت نے لکھا ہے جمال القرآن پانچویں لمعے میں کہ" جس طرح یہ بے پرواہی کی بات ہے کہ تجوید میں کچھ نہ کرے اسی طرح یہ بھی زیادتی کی بات ہے کہ تھوڑے سے قاعدے یاد کرکے اپنے آپ کو کامل سمجھنے لگے اور دوسروں کو حقیر اور ان کی نماز کو فاسد جاننے لگے، یا کسی کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھے، محقق عالموں نے عام مسلمانوں کے گناہ گار ہونے اور ان کی نمازوں کے درست نہ ہونے کا حکم نہیں کیا۔ "

یہ تو حضرت تھانویؒ فرمارہے ہیں انہیں دین کی زیادہ سمجھ تھی یا ہمیں دین کی زیادہ سمجھ ہے؟

سوال :حضرت ! جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ بریلویوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، فلانے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ، کیا یہ درست ہے؟ عوام یہی کہتے ہیں کہ آپ کیسے لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔

جواب: حضرت مولانا ظفراحمد عثمانیؒ نے صاف لکھا ہے کہ آدمی فاسق ہے، یا بدعتی ہے اس کو امام بنانایعنی اس کی تقدیم ناجائز ہے ہر جگہ'' تقدیمِ فاسق ''کا لفظ آیا ہے یعنی اسے مقدم کرنا، اپنے اختیار سے اسے امام بنانا یہ مکروہ تحریمی ہے اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے یہی لکھا ہے کہ'' کسی شخص کو اس کے امام بنانے میں دخل نہ ہو، اس کو کوئی دوسری جماعت بھی میسر نہ ہو تو اس کی نماز میں کوئی کراہت نہیں ہے ''کیونکہ کراہت جو ہے وہ نماز میں نہیں ہے کراہت اس کو امام بنانے میں ہے، تقدیم میں کراہت ہے'' یکرہ تقدیم الفاسق '' فقہاء یہ لکھ رہے ہیں جب اس کی تقدیم مکروہ ہے تو آپ فاسق کو امام نہ بنائیں، جو بہتر ہو اس کو امام بنائیں اگر انتظامیہ یا لوگ اس کو امام بنائیں تو وہ گناہ گار ہوں گے، لیکن ایک آدمی چلتے چلتے آگیا مسجد میں اور اپنی فرض نماز پڑھ رہا ہے تو اس کو امام بنانے میں دخل ہی نہیں ہے تو اس کی نماز میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اس سے تو اجتماعیت ٹوٹ جائے گی اگر اس کو کہیں کہ یہاں نماز پڑھو یہاں نہ پڑھو۔اصل میں حدیث میں فرمایا گیا ہے'' :صلوا خلف کل بر و فاجر ''یعنی'' ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز پڑھو۔ ''ایک اور حدیث میں ہے :الجہاد واجب علیکم مع کل امیر براکان اوفاجرا، والصلاۃ واجبۃ علیکم خلف کل امیر براکان او فاجرا''

سوال ::حضرت ! یہ حضرات تخصص کررہے ہیں ،ہمیں اور انہیں کون سی کتابیں پڑھنی چاہیے؟

جواب: اکابر کی کتابوں کو کثرت سے پڑھنا چاہیے خاص طور پر حضرت گنگوہیؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت سہارنپوریؒ۔ یہ ہمارے تین بڑے اکابر ہیں جو دین کواچھی طرح سمجھتے ہیں۔

سوال :ان حضرات کی کچھ کتابوں کا نام بتادیں !

جواب: ان حضرات کی ہر کتاب پڑھو !حضرت گنگوہی، حضرت تھانوی اور حضرت سہارنپوریؒ۔ ان کی چیزیں محفوظ بھی ہیں اور مل بھی جاتی ہیں یہ ہمارے سر کے تاج ہیں۔ ان کا کثرت سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ حضرت سہارنپوریؒ کی بہت سی چیزیں حضرت شیخ الحدیث نے ''بذل المجھود ''میں منتقل کردی

ہیں۔"لا مع الدراری "ہے" کوکب الدری "ہے، یہ سب حضرت گنگوہیؒ کی چیزیں ہیں جو حضرت مولانا یحییٰ کاندھلوی صاحب نے لکھی اور حضرت شیخ الحدیث نے جمع کرکے چھاپ دیں۔ یہ جو اکابر کی چیزیں ہیں نا !ان کا کثرت سے مطالعہ کرنا چاہیے !اس سے توازن پیدا ہوجاتا ہے، پھر اس کے بعد حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور مفتی تقی عثمانی صاحب ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

سوال: اعتدال کا وہ وصف جو دارالعلوم کراچی کا خاصہ ہےوہ اس سے پیدا ہوجائے گا؟

جواب :جی ہاں !یہ اسی سے پیدا ہوگا؛ کیونکہ ایک یہ بھی ضروری بات ہے کہ ہم تشدد نہ کریں اور دوسری طرف تساہل بھی نہ ہو ۔ایسا نہ کہ ہم بدعت اور ان چیزوں میں مبتلا ہوجائیں اس کی بھی احتیاط کرنی ضروری ہے ۔ ہر چیز کو اس کے درجے میں رکھنا ضروری ہے ۔ہمیں اپنے اندر یہ وصف پیدا کرنا ہے اور یہ اکابر کی کتابوں سے پیدا ہوگا۔ حضرت گنگوہیؒ کو بہت کثرت سے پڑھنا چاہیے خاص طور پر احادیث کے متعلق جو انہوں نے باتیں لکھیں ہیں اس سے فقہ میں بہت مدد ملتی ہے، اسی طرح اعلاء السنن سے بہت مدد ملتی ہے۔آدمی قرآن و حدیث سے قریب رہتا ہے ۔ اسی طرح تفسیر معارف القرآن بھی ہے ۔ان کتابوں کی خصوصیت ایک یہ بھی ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جو طویل عرصے سے چلی آرہی ہیں اور جو کچھ ان پر اعتراض اور جواب ہونے تھے وہ ہوگئے اور جو نئ چیزیں ہوتی ہیں ان پر یہ ڈر ہوتا ہے کہ ہوسکتا ہے کوئی غلطی ہوگئی ہو۔حضرت مولانا مفتی تقی صاحب کی کتابوں کے بارے میں بھی اعتراض جواب آتا رہتا ہے۔ حضرت اس کا اعلان" البلاغ" میں کرتے رہتے ہیں اور تبدیل کرتے ہیں کہ آئندہ سے جملہ یہ نہیں، یہ ہوگا۔

سوال :حضرت مفتی تقی صاحب کا مال حرام کے بارے میں موقف جو" فقہ البیوع " میں مذکور ہے، اس پر کیافتوی دے سکتے ہیں یا نہیں دے سکتے؟

جواب: ہاں دے سکتے ہیں۔ اسی تفصیل کے ساتھ جو اس میں ہے اور تفصیل سامنے رکھنی چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ تساہل کی طرف ہم چلے جائیں جس حد تک گنجائش ہے اسی حد تک اسے رکھنا چاہیے۔

سوال :حضرت! یہ تخصص فی الحدیث کی کیااہمیت ہے اور اس میں ہم کس چیز کواہمیت دیں؟

جواب:حدیث کی مختلف شاخیں نکلتی ہیں:صحت وضعف کی بحث ،سند کی بحث لیکن ظاہر ہے کہ ہم اس میں اتنی اچھی تحقیق نہیں کرسکتے جتنی قدیم محدثین نے کی ۔اس معاملے میں ان حضرات کی رائے ہی زیادہ قوی ہے ۔دوسراہے متن کی بحث،تیسراہےاس کا فہم اس کا تفقّہ اوراصل یہ تیسری چیزہے ۔متن اورسند کی تحقیق ہوچکی ہے اور تفقہ بھی کتابوں میں موجودہے ۔ تیرہ سوسال سےیہ کام ہورہاہے ۔بس!اتنی بات ہے کہ پہلے جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں نئے مسائل کوداخل کرناپڑتاہے کہ کہ جونئے مسائل ہیں ان پر یہ حدیث کیسے منطبق ہوتواس کے لیے تھوڑی محنت ہوتی ہے لیکن جیسے میں نے عرض کیاکہ اگرہم یہ اعلاء السنن ہے اوربذل المجهود ہے ،الکوکب الدری ہے ،لامع الدراری ہے ،فتح الملہم ،تکملہ فتح الملہم ان چیزوں کواپنے ساتھ رکھیں توتفقہ بہت آسان ہے۔

سوال: حضرت! کوئی مسئلہ لکھتے وقت جیسے عموماًاساتذہ فرماتے ہیں کہ اردوفتاوی کم دیکھو،اصل ماٰخذ کی طرف رجوع کروتوآپ کی باتوں کا مطلب کیا یہ ہے کہ اصل کی طرف رجوع کرکے پھراکابرکے فتاوی کودیکھیں؟

جواب :ہم تو یہ کہتے ہیں اورہمارےیہاں طالب علم کوپابندکیاجاتاہے کہ وہ تین عربی ماٰخذدیکھے، مثلا : شامی،بحر،بدائع الصنائع اور تین اردوکے فتاوی دیکھے اکابرکے اورایک تبویب دیکھے۔ان سات کودیکھنے کے بعد پھرسوچے کہ کیامسئلہ بنتاہے۔ کیونکہ کوئی بات کہیں سے ملتی ہے کوئی کہیں سے ملتی ہے پھراستثناء کہیں اورملتا ہے۔ہمارے استاذحضرت مولانامفتی جمیل احمدؒ فرماتے تھے کہ اگرآدمی نے کوئی مسئلہ تلاش کرناہے توصحیح طریقہ یہ ہے کہ پوراباب پڑھے اس لیے کہ مسئلہ توایک صفحے پرلکھاہواہے لیکن اس سے پہلے کچھ شرطیں شروع میں لکھی ہوتی ہیں وہ کہیں نظر اندازنہ ہوجائیں اور آگے جاکرکہیں استثناء آرہے ہوتے ہیں، ایسانہ ہوکہ یہ مستثنیٰ میں داخل ہورہاہو۔ اس لیے آپ پوراباب پڑھیں گے توپھرآپ مسئلے کوصحیح طریقے سے سمجھ سکیں گے توعربی ماخذ بھی دیکھنے چاہییں اوراردوفتاوی بھی۔ پھراس کے بعدآدمی کسی نتیجے پرپہنچتاہے پھرمسئلہ صحیح ہوناچاہیے مسئلہ صحیح ہونے کے بعداگلی چیزاس کی تعبیرصحیح ہونی چاہیے۔ مسئلہ توصحیح ہے لیکن تعبیروہاں مختلف ہے، جیسے :زیدقائم ،قام زید،ان زیداقائم ،ان زیدالقائم، واللہ ان زیدالقائم ہرجگہ قیام ثابت ہے زیدکے لیے، لیکن ہرجملہ دوسرے جملے سے مختلف ہے، اس کاتاثر بھی مختلف ہے، مفہوم بھی اس کامختلف ہے ،اس لیے تعبیر بھی دیکھنی پڑتی ہے۔

سوال:حضرت! اکابر کے فتاوی میں کوئی ایسے فتاوی بتایئے جس میں اچھی تعبیرات ہوں۔

جواب :حضرت تھانویؒ ،حضرت گنگوہیؒ، حضرت سہارن پوریؒ۔ ان کی عمریں گزری ہیں اس میں۔ انہوں نے رگڑے کھائے ہیں اپنے اکابر سے بھی۔ ان تینوں میں سے کوئی دیکھ لیجیے ۔

سوال : فتوی کی تصحیح میں کیا احتیاطیں کرنی چاہییں ؟

جواب:فتوی کی تصحیح میں بہت احتیاط کرنی پڑتی ہے۔مسئلہ درست لکھا ہو۔جملے کی تعبیر ٹھیک ہو، جیسے یہاں وہ درست ہوتواورجہاں جہاں وہ مسائل آئیں وہاں بھی درست اور اسی کے مطابق ہو۔ ایسانہ ہو کہ یہاں توجملہ درست تھااورآگے جاکر بالکل غلط تھا۔

سوال :حضرت اس کی کوئی مثال ہے ؟

جواب:مسکراتے ہوئے فرمایا:" تصحیح کرتے وقت اس کااندازہ ہوتاہے ۔"

پھرحضرت نے ایک اور بات ارشاد فرمائی:

" بعض اوقات ساتھی نے ایک جملہ لکھاہوتاہے ،اس کی تعبیر دوسری جگہوں سے الگ ہوتی ہے۔اب اس نے تو لکھ دیامگرکہاں سے لکھا؟اگراس کااپناخیال ہے توظاہرہے کہ یہ حجت شرعیہ نہیں ہے اوراگراس نے جملہ کہیں سے دیکھ کرلکھاہے تووہ کتاب ہمیں بھی لاکردکھاؤکہاں سے لکھاہے آپ نے ۔"

سوال :آخری تصحیح بھی مکمل دیکھی جاتی ہے ؟ کیونکہ بعض اوقات طالب علم اپنی طرف سے کچھ تصرفات بھی کردیتے ہیں۔

جواب :جی ہاں!آخری تصحیح بھی مکمل دیکھی جاتی ہے۔دیکھیں !یہ تصحیحات پیچھے لگی ہوئی ہیں۔اب یہ میں جوچیک کررہاہوں جہاں بھی کہیں ہلکاساشبہ ہوتاہے توہم دیکھتے ہیں پیچھے ہم نے کیاتصحیح کی تھی اوراس نے اُسے منتقل کیاہےیانہیں کیا۔

سوال:حضرت! فتوی پر کم ازکم کتنے دستخط ہونے چاہییں ؟

جواب:ہم کوشش کرتے ہیں کم از کم تین ہوں یاچار دستخط ہوں اور بعض اوقات تو دستخط کرتے ہی نہیں ہیں جب تک اطمینان نہ ہو کہ ساتھی اس سے متفق ہیں؛تاکہ فتوی کی ذمہ داری سب لیں،میں کیوں لوں ذمہ داری حلال حرام کی؟اوراگر ذراسا بھی شبہ ہو جاتاہے تو کوشش کرتے ہیں کہ اس میں مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب ،مفتی عبدالمنان بھی ہوں۔اوراگر ذراسا بھی شک ہو تو جب تک سب دستخط نہ کردیں اس وقت تک فتوی جاری نہیں کیا جاتا۔ اوراگر بالکل نیامسئلہ ہو جواس سے پہلے یہاں سے نہیں گیاتو پوری کوشش کرکے حکم شرعی معلوم کیاجاتاہے اور اس کے بعد جب تک اپنےاکابر حضرت مفتی محمد رفیع صاحب اور حضرت مفتی محمد تقی صاحب سے نہ پوچھ لیا جائے، چاہے اس میں کافی وقت کیوں نہ لگ جائے، اسے جاری نہیں کیاجاتا ۔

سوال :کبھی کسی کو اختلاف ہو تو کیا پھر بھی وہ دستخط کرے گا؟

جواب :نہیں۔اسے دستخط پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ہمارے ہاں مفتیان کرام کی آپس میں مشاورت کاپورا ایک نظام ہے۔ اختلاف ہوتا ہے تو دلائل دینے پڑتے ہیں ،دلائل دونوں طرف سے دیے جاتے ہیں ،پھر جو جس کو قائل کرلے ظاہر ہے وہی بات طے ہوجاتی ہے،لیکن پھر بھی کسی کو اختلاف ہے تو اسے دستخط کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا۔

سوال :وعظ اور بیانات میں مسائل بیان کرنے چاہییں؟

جواب :ہمارے اکابرکا ہمیشہ سے یہی طرز رہا ہے کہ عمومی بیانات میں قرآن وحدیث کی موٹی موٹی باتیں بیان کی جائیں۔علمی مسائل وہاں بیان نہ کیےجائیں۔ چنانچہ ہمارے اکابر کبھی منبرپر بیٹھ کرعلمی مسائل بیان نہیں کیاکرتے اورساتھیوں سے میں کہتاہوں کہ تبلیغ جوہے وہ صرف قرآن کی اورحدیث کی ہے بس ! ''بلّغواعنی ولوآیۃ'' قرآن پہنچاؤ،حدیث پہنچاؤ، لیکن فقہ کی تبلیغ کبھی نہ کرو !فقہ ہوتی ہے سوالات کے جوابات دینے کے لیے ۔کوئی آپ سے پوچھے میری نماز ہوئی یانہیں ہوئی توآپ بتادوکہ ہاں! فقہ حنفی میں آپ کی نماز ہوگئی ۔

سوال: بعض حضرات رمضان وغیرہ میں مسائل بیان کرتے ہیں ؟

جواب: قرآن وحدیث میں ساری باتیں موجود ہیں یعنی قرآن وحدیث کی جوموٹی موٹی باتیں ہیں اتنی بات بیان کرے عام مجمعے میں۔جمعہ کا بیان ہے یاعام مستورات میں بیان ہے یاعام مسلمانوں میں بیان ہے قرآن وحدیث بیان کرے۔ قرآن اور حدیث سب کے ایک ہیں۔فقہ الگ الگ ہے۔ کوئی فقہ حنفی سے وابستہ ہے کوئی فقہ شافعی سے وابستہ ہے اس لیے تبلیغ صرف قرآن اور حدیث کی کرنی چاہیے۔ ہمارے اکابرنے لکھاہے کہ کوئی حنفی کسی ایسے علاقے میں پہنچ جائے جہاں سارے مالکی ہیں،علماء بھی مالکی ہیں اور کوئی بتانے والا بھی نہ ہو توفقہائے مالکیہ سے رجوع کرے ۔بس اتنی بات ہے کہ تشہی نہ ہو،اتباع ہوی نہ ہو، اتباع ہدی ہو،اتباع وحی ہواور کسی عالم سے پوچھ پوچھ کے چلے توپھرٹھیک ہے کوئی مسئلہ نہیں ۔کسی علاقے میں سارے شافعی شافعی ہیں تووہاں آدمی کوشافعی ہوجاناچاہیے۔

سوال : حضرت! ایک مسجدمیں فقہی حوالے سےکچھ دیر کے لیے مسائل کا درس ہوتا ہے۔اب جیسے آپ نے فرمایا کہ فقہ کی تبلیغ نہیں ہونی چاہیےتواس میں پھرکیاکیاجائے؟ ایک تو یہ طریقہ ہے کہ کوئی حدیث ہواس کی کچھ وضاحت کردی جائے ؟

جواب :بس میں توکہتاہوں کہ مسائل کی توتبلیغ کوئی ہونی ہی نہیں چاہیے، میں تواس کامخالف ہوں شروع سے۔ میں سمجھتاہوں کہ تبلیغ صرف قرآن حدیث کی ہونی چاہیے۔ مسائل جوہیں آپ پڑھ کے سنادیں بہشتی زیورکے،لیکن اس کاکوئی فائدہ ہوگایانہیں؟اس میں شبہ ہے؛کیونکہ جوسنے گاوہ الجھے گا،وہ سنے گاکچھ، سمجھے گاکچھ، عمل کرے گاکچھ اورکیونکہ جب آپ چار پانچ مسائل بتائیں گے تووہ سب اس کے ذہن میں گڑبڑہوجائیں گے۔جبکہ قرآن حدیث کواللہ تعالیٰ نے محفوظ کیاہواہے اس میں یہ امکان بہت کم ہوتاہے اس لیے تبلیغ صرف قرآن حدیث کی ہونی چاہیے!

سوال :ایک پاکستانی اگر ملائیشا جیسے ملک میں چلا جائے تو کیا کرے مسائل کے حوالے سے؟

جواب :ایک عام آدمی کسی ملک میں گیاہواہے اس کورہنابھی وہیں ہے۔ شادی بھی وہیں کرلی اب اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے کہ وہاں کے عالموں سے پوچھ کر عمل کرتارہے۔وہ بھی ناجی ہیں ۔اہل سنت وجماعت فرقہ ناجیہ ہے ۔تبلیغ توصرف قرآن وحدیث کی کرنی چاہیے، فقہ کی تبلیغ نہیں ہوتی۔ فقہ سمجھ کانام ہے ، سمجھ الگ الگ ہوسکتی ہے ۔

سوال:آپ کی کتاب" ائمہ اربعہ کے دربار میں " یہاں مل جائے گی؟

جواب :ہاں! مکتبے سے مل جائے گی۔اورویسے بھی وہ ایسی چیز ہے کہ ہراستاذاورطالب علم کے پاس ہونی چاہیے کہ ائمہ اربعہ کی زندگی کیا تھی؟حضرت امام ابوحنیفہؒ راستے میں تشریف لے جارہے تھے توراستے میں کسی شاگرد نے مسئلہ پوچھا۔امام صاحب نے فرمایا":میں توتمہیں عقل مند سمجھتاتھا۔راستے میں چلتے ہوئے تم مجھ سے مسئلہ پوچھ رہے ہو؟اورفرمایا":مجھ سے مسئلہ اس وقت پوچھاکروجب میں اطمینان کے ساتھ بیٹھاہوں۔اورفرمایاجب آدمی چل رہاہوتواس کی عقل ایک جگہ منضبط نہیں ہوتی۔اس وقت اس سے مسئلہ نہیں پوچھنا چاہیے۔بہت ہی بدیہی قسم کا سوال ہےتو چلوانسان وہ بتادے ۔لیکن اگرذراسابھی نظری ہے،یعنی غور وفکر کی ضرورت پڑے گی توچلتے ہوئے نہیں پوچھناچاہیے ۔

سوال:میری والدہ آپ کوبہت یادکرتی ہیں ،جب آپ گلشن اقبال آیاکرتے تھے تومیری والدہ مستقل آپ کے بیان میں آتی تھیں توانہیں بڑافائدہ ہوتاتھا۔اب تو وہ کافی ضعیف ہوگئی ہیں،ورنہ دارالعلوم بھی لایاکرتاتھا،وہاں پرتومیری اہلیہ بھی آتی تھیں،وہاں پرآپ کاخاص اندازسب کو بہت پسند تھا۔

جواب: اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، ان سے میری مغفرت کی دعاکرانا۔

پھرحضرت فتاوی پردستخط کرنے میں مشغول ہوگئے۔

پھرحضرت نے فرمایا:

"ایہ کام ضروری ہے؛کیونکہ مدرسے کی تنخواہ لیتے ہیں اورمدرسے نےمکان بھی دے رکھاہے۔ ان کا کام پہلے کرناپڑتاہے۔حضرت مفتی جمیل احمدصاحب ؒ فرمایاکرتے تھے":دین کی خدمت توبعد کی بات ہے،پہلے تنخواہ حلال ہونی چاہیے)" !اس پرحاضرین مسکراگئے۔

سوال :حضرت ہمارا آن لائن تعلیمی سلسلہ بھی ہے ۔آن لائن بذریعہ واٹسپ اور بزریعہ اسکائپ کورسز کروائے جاتے ہیں ۔اس میں بنات کا سلسلہ بھی ہے اوربنین کا بھی ۔ بنات کے حوالے سے آپ کیافرماتے ہیں کام کے بارے میں۔ ظاہرہے نازک کام ہے ۔

جواب :بس فتنہ ہی ہے" :ماترکتُ بعدی فتنۃً اشدعلی الرّجال من النساء" حدیث میں آتاہے:کوئی فتنہ ایسانہیں جوعورتوں سے زیادہ سخت ہومردوں پر۔چاہے وہ عام آدمی ہو یا مولوی ۔اختلاط بالنساءفتنہ ہی فتنہ ہے،اس لیے اس معاملے میں بہت احتیاط کرنی چاہیے ۔آج کل مدرسۃ البنات بہت کھل رہے ہیں اور مدرسۃ البنین بندہوتے جارہے ہیں ۔ ڈرلگتاہے فتنہ ہے ۔

سوال :بنات پڑھتی بھی محنت سے ہیں ۔

جواب:ظاہرہے کہ ان کی مصروفیات اورنہیں ہوتیں۔ یکسوہوتی ہیں۔لڑکوں کوادھرادھر پھرناہوتاہے یکسونہیں ہوتے اورلڑکیاں یکسوہوتی ہیں۔

سوال:حضرت! اپنی محرم خواتین کوواسطہ بناکراگرکام کیاجائے بنات میں توکیسا رہے گا؟

جواب:یہ بہت ضروری ہے ۔اپنی بیوی ،والدہ یااپنی ہمشیرہ ان کوبیچ میں رکھ کرپھران کی وساطت سے آدمی کام کرے،پھربیوی نگرانی رکھتی ہے ،ماں کوبھی اندازہ ہوجاتاہے بہنوں کوبھی اندازہ ہوجاتاہے ۔ہمارے ہاں)دارالعلوم کراچی میں (بھی مدرسۃ البنات ہے۔ صدرصاحب مدظلہم کی اہلیہ محترمہ اس کی ذمہ دارہیں۔ پابندی سے جاتی ہیں، بیٹھتی ہیں،اندرونی معاملات ان کے ذریعے حل ہوتے ہیں ۔

حضرت مفتی شفیع صاحب قدس اللہ سرّہ فرماتے تھے :

"میرادل چاہتاہے کہ مدرسۃ البنات قائم کروں،لیکن میں صرف اس وقت یہ قائم کروں گاجب میرے گھرکی کوئی خاتون اس کی ذمہ داری اٹھائے گی۔"

چنانچہ حضرت نے اپنی زندگی میں قائم نہیں کیا،پھرجب میں یہاں منتقل ہواتوصدرصاحب نے مجھ سے کہاکہ تم یہ کام کرو۔ انہوں نے قائم کرناتھا،الحمدللہ !قائم ہوگیا۔کئی سال میں اس کاناظم بھی رہاپھرمیں نے حضرت سے کہا":آپ مجھےاس کی نظامت سے مستعفی کردیں۔میراتوپڑھنے لکھنے کاکام ہے۔"حضرت نے میری درخواست قبول کردی اورشفقت کامعاملہ فرمایا۔

سوال:حضرت !ہمارے کچھ واٹسپ گروپس اور ٹیلی گرام چینلز وغیرہ بھی ہیں۔فیس بک پیج ہے۔ اس میں ہم چھوٹاساکلپ تیارکرکے جس میں اصلاحی بات ہوتی ہے،آگے شئیر کرتے ہیں۔ اگرمہینے یادومہینے میں آپ سے بھی کوئی مختصر بات کروالی جائے ؟

جواب:ہاں ہاں !کوئی بات نہیں،البتہ یہاں وہی بات ہے کہ ملازم آدمی ہوں۔مصروفیات بہت زیادہ ہیں۔پہلےاس فکرمیں رہتاہوں کہ تنخواہ حلال ہوجائے پھردین کی خدمت کروں۔ویسے جمعہ کی میری تقریریں اکثر یہاں ہوتی ہیں وہ نیٹ پرموجودہیں ،درس قرآن میراہرہفتے کے دن ہوتاہے ،ہفتے کے دن عصر سے مغرب یہ سب ویب سائٹ پرہیں وہاں سے اس کی کچھ چیزیں اٹھاسکتے ہیں آپ! خاص طورپرجمعہ کے دن اکثریہاں میرابیان ہوتاہے کیونکہ صدرصاحب کبھی علیل ہوتے ہیں کبھی سفرپرتشریف لے جاتے ہیں ۔جمعہ کے دن جوبیان ہوتاہے وہ عمومی ہوتاہے۔عام مسلمانوں کے لیے وہ نسبتاًزیادہ آسان بھی ہوتاہے اوردرس قرآن میں توآدمی پابند ہوتاکہ جوآیت آتی ہے اس آیت ہی کی تشریح کرنی ہے اگراس میں کوئی گرامر کامسئلہ ہے فقہ کامسئلہ ہے یاعلمی مسئلہ ہے وہ بتانا ہوتاہے لیکن جمعہ کے بیان میں آدمی ایک عمومی بات کرتاہے جوعام مسلمانوں کے کام آئے۔

سوال:حضرت!ہماراادارہ ”نورمحمد ریسرچ سینٹر“نیا بناہے۔ مفتی سعیداحمد صاحب اورمولاناعثمان صاحب کی سرپرستی میں تواس کے متعلق کچھ ارشاد فرمادیں اوردعافرمادیں!

جواب:دیکھیے!اصول شرع کوتھامنے کااہتمام کرناچاہیے،وہ قرآن ،حدیث ،اجماع اورقیاس ہیں۔بچپن میں ہمیں یہ اصول پڑھادیے گئےہیں کہ دیکھوبھائی شریعت کے اصول چارہیں ۔اب کوئی کہے یہ دین کی بات ہے توکوئی بھی عام آدمی اسی عالم سے پوچھ سکتاہے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ دین کی بات ہے تویہ قرآن سے ثابت ہے حدیث سے ثابت ہے اجماع سے ثابت ہے یاقیاس سے ثابت ہے ،اگریہ ان چاروں میں سے کسی سے ثابت ہے تویہ حجت ہے دین کی بات ہے اوراگرکسی بزرگ کامقولہ ہے تویہ شریعت نہیں ہے وہ توایک اچھی بات ہے اوراچھی بات تومیں بھی کرسکتاہوں ،بزرگ کی بات بہت اچھی ہے میری کم اچھی ہوگی ،لیکن وہ شریعت کاحکم نہیں ہے؛ کیونکہ اصول شرع چارہیں،اس کے علاوہ پانچواں کوئی اصول نہیں ہے جوشریعت کی بات ہے آپ ان چاروں میں سے کسی ایک سے ثابت کرنی

پڑے گی، قرآن، سنت رسول اللہ ،اجماع اور قیاس۔ اور تبلیغ جو ہے وہ قرآن وحدیث اوراجماع کی ہے، قیاس کی تبلیغ نہیں ہے ۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی خدمت کو قبول فرمائےاوردین پر قائم رکھے۔اللہ تعالیٰ دین کی اور قرآن وحدیث کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے ۔[آمین]